رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجالانے والا صرف اکیلا اخبار

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے .. ۸؎
ششماہی ... ۴؎
امراء سے امتیازی قیمت
ایسے حضرات کے اسماء گرامی اخبار کے سرپرستوں کی فہرست میں شائع ہونگے۔ اس کے علاوہ جو کچھ عنایت عطیہ تصور ہوگا +

مقاصد

(۱) اسلام کا خوبصورت ... برکات کا ذکر بیان کرنا اور دیگر
... حقیقت بیان کرنا +
... نوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا
... وغبار کو اسلام کے منور چہرہ
... قلی دور کرنا +
... رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کو سکھ
... انا۔ اور انہیں اسلام کی
... انیہ کی خیر خواہی +

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۱ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان | نمبر ۸

زنبیل

الحمد للہ کہ اب حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے دوست دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس نیک وجود کو جلد سے جلد صحت کلی عطا فرماوے۔ آمین

نئے انتظام کے متعلق دوستوں نے پڑھ لیا ہوگا اس انتظام جدید کے لئے چھ ہزار روپیہ کی فی الفور ضرورت ہے جناب عبدالمغنی صاحب ناظر صیغہ بیت المال نے چھ ہزار چندہ کی فراہمی کے لئے خصوصیت سے احباب کو متوجہ کیا ہے دوستوں کو چاہیئے کہ بہت جلد یہ رقم فراہم کرکے بھیجدیں +

جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری مقرر ہوئے ہیں ہمیں امید ہے کہ مکرم خلیفہ صاحب کا وجود اور آپکی سعی انشاء اللہ تعالیٰ انجمن کے لئے مفید سے مفید ثابت ہوگی +

یہ خبر کمال انبساط سے سُنی جائیگی کہ معزز ہمعصر الحکم کے دفتر سے صدر انجمن نے سات سو روپیہ کی کتب خریدیں بیشک معزز ہمعصر الحکم اس واجبی اعانت کا ہر طرح سے مستحق تھا +

نور کی اعانت کے لئے لکھتے لکھتے ہمارا قلم بھی گھس گیا ۱۹۱۱ء میں نور بارہ ۱۲ صد چھپتا تھا اور ساڑھے گیارہ سو باہر جاتا تھا یہ وہ بڑی سے بڑی اشاعت ہے کہ جو قادیان کے کسی اخبار کو نصیب ہو سکتی ہے۔ اب ساڑھے چار سو اشاعت ہے گویا ۱/۳ حصہ آرہی۔ یعنی جہاں آج سے چھ سال قبل ۱۲ صد وصول ہوتا تھا وہاں ۵ صد آرہے پھر ہر ایک چیز کی گرانی۔ ساڑھے گیارہ سو سے ساڑھے چار سو اشاعت کا ہو جانا میری کسی سُستی کا نتیجہ نہیں ہے جسے متواتر سات سال باہر تبلیغ کے لئے کثرت سے جانا پڑا ہو وہ اپنی اخبار کو کس طرح وقت پر نکال سکتا ہے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اخبار کی اشاعت جلد جلد گرنی شروع ہوگئی۔ اب چار سو تک آرہی۔ اخبار کی حالت سنبھالنے کے لئے دردناک سے دردناک اپیلیں کیگئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ

"کام کرنیوالوں کی اعانت ہر ایک احمدی کا فرض ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہیں رہے گی ہر ایک احمدی نور کی اشاعت کو اپنا فرض خیال کریگا سردست میں بھی پانچ اخباروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں۔"

جولائی میں حضرت کا یہ ارشاد شائع ہوا چھ ماہ سے اوپر ہو گئے صرف ساٹھ خریدار نئے ہوئے اور تیس سے کچھ زاید ہی چھوڑ گئے۔ گویا ۲۵ کے قریب خریداران کا اضافہ ہوا۔ ایکہزار کے لئے اپیل کیگئی تھی چھ ماہ میں صرف ۳-۷-۴۳۷ روپے جمع ہوئے۔ باقی ۱۳-۳-۵۶۳ روپے کی اشد ضرورت ہے۔ اسوقت نور بانصد روپیہ کا مقروض ہے۔ زیادہ کیا کہا جائے ہمارا تو لکھتے لکھتے قلم بھی گھس گیا۔ احباب کرام کو چاہیئے کہ اگر وہ نور کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو اس مجاہد پرچہ کیطرف خصوصیت سے توجہ فرماویں +

حال ہی میں ہمنے ایک ٹریکٹ ۱۶ صفحات تناسخ پر لکھا ہے قیمت فی ٹریکٹ ۱/۲+ ۱ اکٹھے خریدنے والوں کو ایک روپیہ کے بیس۔ تناسخ کا مسئلہ آریہ سماج اور مسلمانوں کے درمیان ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ اس ٹریکٹ میں خود سوامی دیانند صاحب بانئے آریہ سماج کی تحریروں اور ویدوں کے کثرت سے حوالجات سے تناسخ کا رد کیا گیا ہے۔ یقیناً اس ٹریکٹ کے سامنے اس مسئلہ پر آریہ سماج کا ٹھہرنا بہت مشکل ہے۔ اس ۱۶ صفحات کے ٹریکٹ میں ۱۶۰ صفحات کا مواد جمع کر دیا ہے اگر چند ایسے ہمدرد نکل آئیں جو ماہوار ایک یا دو روپیہ کے ٹریکٹ دفتر نور سے خرید لیا کریں اور اسکے وہ مستقل گاہک بنجائیں اسطرح ایک تو تبلیغ کی ایک نہایت

۱۹۰۴ء کی باہمتی ۱۹۱۹ء کے دسترخوان پر

KHILAFAT LIBRARY

الہام فرمایا کہ صبح کو یہ فقرہ الہام ہوا۔ "خدا تیری ساری مرادیں پوری کردیگا" فرشتوں پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوبصورت لڑکوں کی صورت و شکل میں نظر آتے ہیں اس پر حضور علیہ السلام نے اپنے چند ایک سابقہ رؤیا بیان فرمائے جنکو ہم اس نیت سے درج کر دیتے ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی شائع نہیں ہوا تو اب ہو جائے +

رؤیاء۔ ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹھا ہے اور ایک عجیب روٹی نان کی مثل چمکتی ہوئی اس کے ہاتھ میں ہے وہ روٹی بہت ہی عمدہ اور اعلےٰ قسم کی نظر آتی ہے۔ مجھے وہ روٹی دیکر کہتا ہے کہ یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ اس رؤیا کو عرصہ قریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہوگا +

رؤیا ثانی۔ فرمایا ایک فرشتہ کو مَیں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اُسکی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے مَیں نے اُس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اُس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔ یہ رویا کوئی ۲۵ برس کا ہوگا +

عبرت عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثنا میں کوئی رجوع خدا کیطرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا شور مچانا اس کے کام نہیں آیا کرتا۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا۔ مشکل یہ ہے کہ دُنیا داروں کو اُن کے اپنے مسئلوں اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں ہے کہ وہ رُوح کی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں۔

اور امید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ میں جو توکل کا نام لے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اس کا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے +

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اُس کی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کر لے اور کیا انجام ہو سکتا ہے کیونکہ مرد گھر کا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی نے کہا الرّجال قوّامون علی النساء اُسی کی رستگاری کے ساتھ اُس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور ولا یخاف عقبٰھا سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کو اُن کے پسماندوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے اُس وقت اُسکی بے نیازی کام کرتی ہے۔

۳۔ جولائی ۱۹۰۴ء
مقام قادیان شریف

شام کا وقت تھا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے مثل پروانہ حضرت پر گر رہے تھے اکثر حصہ اُن سے دیہات والوں کا تھا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکھ کر بعض نے کہا کہ لوگو پیچھے ہٹ جاؤ حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کس کو کہا جاوے کہ تم پیچھے ہٹو جو آتا ہے اخلاص اور محبت لے کر آتا ہے سیکڑوں کوس کے سفر کر کے یہ لوگ آتے ہیں صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہیں کی خاطر خدا تعالےٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے کہ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور ان کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا خدا تعالےٰ کا فضل ہی اُن کی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام مجلسوں میں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک ان سے با اخلاق پیش آتا ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں +

وجودی کہاں سے پیدا ہوئے

ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر میں وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہیں اور ذبیحہ وغیرہ انہیں کے ہاتھ سے ہوتا ہے کیا اس کا کھانا حلال ہے کہ نہیں **فرمایا** کہ بہت تجسس کرنا جائز نہیں ہے موٹے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اس سے پرہیز کرو۔ عام طور پر اس طرح تجسس کرنے سے بہت سی مشکلات درپیش آتی ہیں جو ذبیحہ کا نام لے کر کیا جاوے اور اس میں اسلام کے آداب مدنظر ہوں وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے +

اس کے بعد فرمایا کہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہاں سے ہوئے قرآن شریف اور اسلام میں تو ان کا پتہ نہیں ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف دھوکا لگا ہوا ہے جو راستباز اکابر گذرے ہیں وہ اصل میں فنائے نظری کے قائل تھے اس کے یہ معنے ہیں کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون میں توجہ اللہ کیطرف رکھے اور اسقدر فانی اس میں ہو کہ گویا اور کسی شے کی قدرت اور حرکت بذاتہٖ اسے نظر نہ آوے ہر ایک شے کو فانی جان لے اور اس قدر تصرف الٰہی اُسے نظر آوے کہ بلا ارادہ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہو رہا۔ اسی مسئلہ میں غلطی واقعہ ہو کر آخر فنا وجودی تک نوبت آ گئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شے نہیں ہے اپنے آپ کو بھی خدا ماننے لگے اس خیال سے یہ مذہب پھیلا ہے کہ فنا (نظری) کے شوق میں اولیاء اللہ سے کچھ ایسے کلمات نکلے ہیں کہ جن کی اُلٹی تاویل کر کے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنائے نظری تک انسان کا حق ہے کہ محبوب میں اور اپنے آپ میں کوئی جُدائی نہ سمجھے اور من تو شدم تو من شدی۔ تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کا مصداق ہو۔ کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہ ہر ایک سالک کی راہ میں ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے۔ لیکن فنا وجودی ایک من گھڑت بات ہے۔ جیسے ذوق شوق محبت صدق اور وفا اور اعمال صالحہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فنا نظری کی مثال وہی ہے جو ماں اور بچہ کی ہے کہ اگر کوئی بچے کو کبھی مارے تو درد ماں کو ہوتا ہے سخت تعلق جو محبت کا ہے یہ اس سے بھی دردناک ہے اور یہ ایک سچی اور حقیقی محبت ہوتی ہے لیکن وجودی کا مُدعا جھوٹا ہے یہ وہ کرے جو خدا پر محیط ہو۔ وجودی چونکہ ترک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ اس لئے اطاعت۔ محبت۔ عبادت الٰہی سے محروم رہتا ہے +

فرمایا۔ دُنیا میں اسی طرح پر قاعدہ ہے کہ جب مثلاً محکمہ بندوبست ایک جگہ کام کرتا ہے اور وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عملہ وہاں نہیں رہتا ہے اسی طرح انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام دُنیا میں آتے ہیں ان کے آنے کی ایک غرض ہوتی ہے اور جب وہ پوری ہو جاتی ہے پھر وہ رخصت ہو جاتے ہیں +

لیکن میں آں حضرت صلعم کو جب دیکھتا ہوں تو آپ سے بڑھ کر کوئی خوش قسمت اور قابل فخر ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جو کامیابی آپ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ملی آپ ایسے زمانے میں آئے کہ دُنیا کی حالت مسخ ہو چکی تھی اور وہ مجذوم کی طرح بگڑی ہوئی تھی اور آپ اس وقت رخصت ہوئے جب آپ نے لاکھوں انسانوں کو

+ باقی آئندہ پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

قَدْ جَآءَکُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا

آنکھوں والا ترے جلوے کا تماشا دیکھے

KHILAFAT LIBRARY

یہ مضمون مکرمی مولوی ابو محمد محفوظ الحق کی ندرت قلم کا نتیجہ ہے یہ مضمون جس قابلیت سے لکھا گیا ہے۔ وہ اپنی نظر آپ ہی ہے۔ اگر ہمارے آریہ دوست تعصب سے الگ ہو کر اس مضمون کو ملاحظہ فرمادیں تو یقیناً وہ اس نتیجہ پر پہنچینگے کہ اب اس پر کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں لہٰذا اس پر اعتراض کرنا خود ویدوں اور ستیارتھ پرکاش پر اعتراض کرنا ہے۔ مجھے قوی امید رکھنی چاہئے کہ مولوی صاحب مکرم آئندہ بھی ایسے علمی اور قابل قدر مضامین سے نور کو مستفیض فرماتے رہیں گے۔

(ایڈیٹر)

ایک اعتراض کے دس جواب

اسلام کا آفتاب عالم تاب اپنی آب و تاب دکھلا رہا ہے قرآن کا مہتاب اپنی ٹھنڈی روشنی سبھانی چمک دمک پھیلا رہا ہے قرآن پاک کا منور چہرہ ہر طرح کے داغ دھبے سے مبرا و منزہ ہے۔ مگر اس کا کیا علاج کہ بعضوں کو قرآن مجید کی روشنی ایک آنکھ نہیں بھاتی آریہ سماج نے قرآن مجید پر جس قدر لغو اعتراضات کئے ہیں اور آئے دن کرتے رہتے ہیں وہ اہل دانش سے پوشیدہ نہیں۔ اعتراضوں میں سے آریہ سماج کا ایک بڑا مشہور اعتراض ہے جس کے دس جواب ہم ذیل میں دیتے ہیں:۔

اعتراض

سوامی دیانند بانی آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں سورۃ بقر کے پہلے رکوع پر اپنے اعتراضات کرتے ہوئے ھدی للمتقین پر یوں اعتراض کرتے ہیں۔

"جو پرہیزگار لوگ ہیں وے تو خود راہ راست پر ہیں۔ اور جو جھوٹی راہ پر ہیں ان کو یہ قرآن راہ نہیں دکھلا سکتا تو پھر کس کام کا رہا۔؟"

جواب ۱

جو شخص پاسداری تعصب کرتا ہے وہ اپنے جھوٹ کو بھی سچ اور دوسرے مخالف عقیدے والے کے سچ کو بھی جھوٹ ثابت کرنے لگتا ہے (ستیارتھ صفحہ) یہی حال اس معترض کا ہے نہایت سچ بات اور حق و حقیقت سے بہرے ہوئے سید ہے اور صاف فقرے پر خواہ مخواہ اعتراض کرنا یہ حد سے بڑھے ہوئے تعصب کا ثبوت ہے۔ حالانکہ قرآن پاک تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہونے کا خود ہی بیان فرماتا ہے:۔

(۱) شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس وبیّنٰت من الھدیٰ۔

(۲) تبارک الذی نزّل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا۔

(۳) ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون۔

(۴) ان ھو الا ذکری للعٰلمین۔

(۵) ان ھو الا ذکر للعٰلمین۔

(۶) الٓرٰ کتٰب انزلنٰہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور۔

(۷) ھٰذا بلغ للناس ولینذروا بہ۔

(۸) ولقد صرّفنا فی ھذا القرآن للناس من کل مثل۔

(۹) ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر ط

(۱۰) وما ھو الا ذکر للعالمین ط

آیات مذکورہ بالا میں نہایت زور کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن پاک تمام لوگوں کے لئے اور تمام جہاں کے لئے ہدایت و ذکر اور نصیحت کرنے والا ہے پس ھدًی للمتقین والی آیت سے ان تمام آیات کو ملا کر دیکھا جائے تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ قرآن پاک خاص اور عام سبھی کے لئے ہدایت ہے۔ پس اعتراض مردود ہے

جواب ۲

ھدًی للمتقین یعنی یہ کتاب متقیوں کو ایمان و تقویٰ پر ثبات قدم بخشنے والی ہے یعنی متقیوں کو ہدایت پر قایم رکھنے والی ہے اس طرح کا محاورہ کلام عرب میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے چنانچہ آیات ذیل اس پر شاہد ہیں۔

(۱) اھدنا الصراط المستقیم۔ اھدنا کے معنی یہ ہیں کہ ہمکو ہدایت پر قائم رکھ۔

(۲) یاایھا الذین آمنو۔ آمنوا یعنی اے اہل ایمان اپنے ایمان پر قایم رہو۔ پس قرآن شریف متقیوں کو ہدایت پر قائم بھی رکھتا ہے جو ایک بڑا کمال ہے نہ یہ کہ رستہ بتا کر الگ تھلگ ہو جائے۔ چلنے والا چاہے آگے ٹھوکریں کھائے یا کہیں ڈوبے مرے قرآن کریم تمام مہالک سے بچا کر صحیح راستہ پر چلانے کے لئے ایک دائمی رفیق ہے۔ معترض نے جلد بازی سے یہ نکتہ نہ دیکھنے کی باعث پاک قرآن پر اعتراض کر دیا۔ افسوس۔

جواب ۳

جس طرح کبھی اس طالب علم سے جو سبق یاد کر رہا ہو کہا جائے کہ پڑھو۔ پڑھو تو یہی مراد ہوتی ہے کہ پڑھے جاؤ اور امید اس علم میں آگے بڑھے جاؤ اسی طرح قرآن شریف ھدًی للمتقین یعنے متقیوں کو درجات تقوے میں ترقیات دینے والا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے زیدہم اللہ الذین اھتدوا ھدًی اور مومنوں کے متعلق فرمایا ہے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی ہے تو ان کو ایمانی ترقی بخشتی ہے فزادتھم ایمانا۔ مگر دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے۔

جواب ۴

ہدایت کے معنے راہ دکھانے کے ہیں نیز ایصال الی المطلوب یعنے مطلوب و مقصود تک پہنچانا بھی ہدایت کے ایک معنے ہیں۔ پس ھدًی للمتقین کے معنے یہ ہوئے کہ یہ کتاب (قرآن پاک) متقیوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اس پہلو سے بھی ھدًی للمتقین قرآن کی ایک صفت کمال ہے جو واقعات کی تصویر ہے۔ قلت تدبر کی وجہ سے اگر کسی کے سمجھ میں یہ بات نہ آسکے۔ تو قرآن کریم پر حرف ہرگز نہیں آسکتا۔

جواب ۵

یہ قرآن متقیوں اور ان کے علاوہ عام لوگوں کو سب کو ہدایت دینے والا ہے۔ کیونکہ ھدًی للمتقین سے معلوم ہوا کہ قرآن اعلےٰ طبقہ کو ہدایت دیتا ہے تو اور تمام طبقات کے لئے بطریق اولیٰ ہدایت دینے

والا ہڑا جس طرح کوئی عالم بڑے بڑے منتہی طلبہ واساتذہ کو درس دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ باقی درجوں کے طلبہ اور عوام کو درس دینا اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں اسی طرح قرآن پاک متقیوں کے لئے بھی اوروں کے لئے ہدایت ہے

جواب ۶ کسی لفظ کا اطلاق باعتبار مایؤل الیہ یعنے آیندگی کے لحاظ سے بھی کیا جاتا ہے قرآن شریف میں ایک شخص کے رویا کی حکایت کرتے ہوئے یہ الفاظ لائے گئے ہیں۔ انی اٰنی اعصر خمرا کہ میں خود کو شراب نچوڑتے دیکھتا ہوں۔ حالانکہ خمر تیار شدہ چیز کا نام ہے جو ہر گز نچوڑی نہیں جاتی بلکہ وہ چیز نچوڑی جاتی ہے جس سے خمر بنتی ہے چونکہ وہ آیندہ بن جانیوالی ہے اس لئے اس پر خمر کا اطلاق کیا گیا۔ اردو میں بھی عام طور پر روٹی پکانا بولا جاتا ہے۔ حالانکہ جو چیز پکائی جاتی ہے وہ آٹا ہوتا ہے روٹی تو کہتے ہی ہیں پکی ہوئی کو۔ آٹا جبکہ کچا اور پیڑہ ہوتا ہے اس وقت اس پر روٹی کا اطلاق صرف آیندگی کے بنا پر ہے۔

اسی طرح ہدیً للمتقین میں وہ لوگ مراد ہیں جو آیندگی کے لحاظ سے متقی یعنے قرآنی ہدایت سے متقی بن جانے والے ہیں ان کی آنی والی حالت کے لحاظ سے انکو متقی کہا گیا ہے بلاغت کے لطیف مسائل سے واقف انسان ہرگز ایسا اعتراض نہیں کرے گا۔

جواب ۷ یہ ایک حقیقت واقعیہ ہے کہ کسی مفید چیز کا فائدہ جبھی مرتب ہوتا ہے جبکہ اس کے موانع دور کر دیئے جائیں مثلاً ایک مریض کو ڈاکٹری یا یونانی علاج اسی وقت مفید ہو سکتا ہے جبکہ مضرات سے پرہیز کیا جائے اسی لئے عموماً بیماروں کو طرح طرح کے پرہیز کرائے جاتے ہیں۔ پس ہدیً للمتقین اس راز کا انکشاف کرتا ہے کہ بیشک خباثت سے پرہیز کر کے قرآن پاک کے نسخہ سے فائدہ اٹھانا جو لوگ چاہتے ہیں۔ قرآن پاک ان کے لئے ہدایت ہے اس رنگ میں ہدیً للمتقین فلسفۂ واقعات کا نچوڑ ہے۔ اس لئے واقعات عالم کا مشاہدہ کرنے والا یہ اعتراض نہیں کر سکتا ؛

جواب ۸ متقی کے معنے ڈرنے والے کے بھی ہیں۔ جیسا کہ آیات ذیل گواہ ہیں۔

(۱) یاایھا الناس اتقوا ربکم ط

(۲) فاتقون یا اولی الالباب ط

(۳) وایای فاتقون ط

(۴) فاتقوا اللہ واطیعون ط

(۵) فاتقوا اللہ الذی تسألون بہ ط

پس ہدیً للمتقین کے یہ معنے ہوئے کہ یہ قرآن خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ نڈر۔ ہٹ دھرم۔ خبیث طینت اور خدا سے بے خوف ہو جانے والے کو کوئی کتاب ہدایت نہیں دے سکتی (منوجی کہتے ہیں) جو شخص مال دولت کے لالچ اور کام یعنی لذات میں پھنسا ہوا نہیں ہوتا اسی کو دھرم کا گیان ہوتا ہے (ستیارتھ ص ۲۹۶) اس لئے ظاہر ہے کہ ہدایت انہیں کے لئے ہو سکتی جو خدا کے خوف سے لرزاں ہوں اور فانی اشیا کے عشق میں نہ ڈوبے ہوئے ہوں جو خدا سے بے خوف کر دیتی ہیں۔ لاریب خدا سے ڈرنے والے ہی ہدایت پاتے ہیں ہدیً للمتقین ان کے لئے بڑا مژدہ ہے۔ اس پر اعتراض کرنے والا منوجی مہاراج اور خود ستیارتھ پرکاش بھی مخالفت کرتا ہے۔

جواب ۹ دوسرے اکثر مقامات پر قرآن شریف میں بیان فرمادیا ہے کہ یہ کتاب تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے پھر یہاں ہدیً للمتقین فرما کر یہ لطیف نکتہ بتا دیا کہ اصل انسان وہی ہیں جو تقوی پرہیزگاری اور خوف خدا رکھتے ہیں۔ کیونکہ فلسفۂ عقل و نقل اس امر پر متفق ہیں کہ حقیقی انسانیت اور سچی آدمیت خشیت اللہ اور تقوی باللہ رکھنے والوں میں ہوتی ہے اور وہی صحیح معنی میں انسان کہلانے کے مستحق ہیں اسی لیے غیر متقین کی نسبت کہا گیا ؎

این کہ می بینی خلاف آدم اند ۔ منتہیٰ آدم غلاف آدم اند

جواب ۱۰ ہدیً للمتقین کی ترکیب اعلیٰ اور طرز بیان میں خود ایک ہدایت اور ہدایت کے لئے جذبات کے ابھارنے کا سامان رکھا گیا ہے کیونکہ پڑھنے والا جب یہ دیکھتا ہے کہ قرآن پر چلنے والے متقی ہوتے ہیں تو اسی وجہ سے اس پاک گروہ میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہوتا ہے اس طرح ہدیً للمتقین میں دعوی مع دلیل اور عملی ثبوت موجود ہے پس ہدیً للمتقین پر کوئی اعتراض نہیں ؛

ایک اور جواب

دس جواب تو ہم نے دیئے اب ایک اور جواب بھی سن لیجئے جو خود معترض نے تجویز کیا ہے سوامی دیانند جی معترض اپنی ستیارتھ پرکاش ص ۵ پر ستیارتھ ہی کے متعلق لکھتے ہیں۔ اگرچہ اغلب ہے کہ اس کتاب کو دیکھکر بے علم لوگ الٹا ہی خیال کریں گے تاہم عقلمند اس کا مطلب ٹھیک ٹھیک سمجھیں گے۔ پس ہدیً للمتقین پر اعتراض کرنا عبث ہے۔

خادم الاسلام ابو محمد محفوظ الحق علی دارالامان

KHILAFAT LIBRARY

کونسا مذہب عالمگیر ہے
اسلام یا آریہ ؛

کسی مذہب کے عالمگیر ہونے کے لئے ہم دو پہلوؤں سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس مذہب کا غیر مذاہب والوں کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ آیا ایک غیر مذہب والا اس مذہب میں ایسی خوبیاں اور کشش وغیرہ محسوس کریگا۔ جو اسے کھینچ کر اس مذہب میں لیجائے۔ اور پھر کیا اس مذہب میں رہ کر بھی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ کہ ایک آدمی اس مذہب کو قبول کر کے اپنے باہر سے دیکھے ہوئے اعتبار کو قائم رکھ سکے۔ اور اس مذہب میں رہ کر اپنی حاجات یا راحت کو پا سکے۔

یعنی اس مذہب کی اگر بیرونی چمک غیر کے لئے کشش کا موجب ہو۔ تو اندرونی خوبیاں اس کے جذب کا ذریعہ ثابت ہوں آج ہم نے انہیں دو پہلوؤں سے آریہ مذہب یا ویدک دھرم کو پرکھنا چاہا ہے۔ کہ آیا یہ مذہب باہر رہ کر ایک آدمی آریہ مذہب کے لئے کیا خیال کر سکتا ہے اور پھر اندر آکر کیا اندازہ لگا سکتا ہے اس لئے پہلے ہم آریہ سماج سے باہر ہو کر آریہ مذہب کا مطالعہ کرتے ہیں کہ آریہ دھرم غیر آریوں کے لئے کہاں تک محبت و پیار یا بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی رکھتا ہے پہلے ہم ستیارتھ پرکاش وغیرہ سے دیکھیں کہ ستیارتھ پرکاش میں دھرم کس کو کہتے ہیں اور ادھرم کس کو کہتے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۶۷ میں لکھا ہے۔

"وجہ بے رورعایت وانصاف کاروبہ ہے موصوف الیشور کے احکام ویدوں کے خلاف نہیں ہیں۔ وہ دہرم اور جو احکام ویدوں کے خلاف ہیں اُسے ادہرم کہتے ہیں"

KHILAFAT LIBRARY

اب اس قدر معلوم کرنے کے بعد کہ آریں ویدک اصطلاح میں دہرم کسے کہتے ہیں اور ادہرم کسے کہتے ہیں۔ اب دیکھنے والی بات یہ رہ جاتی ہے کہ کیا ہوا۔ اگر ویدوں کے نہ ماننے والے دیگر مذاہب یا اقوام کو ادھرمی کہدیا۔ اپنے سے الگ عقیدہ رکھنے والے کو دوسرے مذہب کے پیرو عموماً انہیں الفاظ میں یاد کیا کرتے ہیں۔ اس میں کیا حرج ہوا۔ اگر دوسرے لوگوں کو ادھرمی لفظ سے مخاطب کیا گیا۔ پیارو! یہ صحیح ہے ہم ان لوگوں سے نہیں ہیں۔ جو اس یا اس لفظ سے گھبرانے والے ہوں مگر اب دیکھنے والی اور قابل غور بات یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں ادھرمی پرشوں یعنی جو ویدوں کو نہیں مانتے ان کے لئے کیا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اس کیلئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۶۷ کو اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ تو وہاں ادھرمی پرشوں کے لئے یہ لکھا پاتے ہیں:۔

"ادھرمی خواہ سب سے بڑھکر صاحب وسیلہ نہایت طاقتور اللہ صاحب لیاقت بھی ہو تو بھی اس کی بربادی تنزل وتخریب میں لگا رہے یعنی جہاں تک ہو سکے وہاں تک ان کی طاقت گھٹائے"

پیارو! غور کرو کیا آریہ سماج سے الگ رہتے ہوئے انسان کو یہ تعلیم آریہ دہرم کی طرف مائل کر سکتی ہے کہ وہ آریہ دہرم میں داخل ہو سکے کیونکہ جن لوگوں کو ادہرمی کہا گیا۔ اور پھر ادہرمی کہنے کے بعد ان کے ساتھ ان سلوکوں کو روا رکھکر کسی انسان کو ہم اپنے قریب یا نزدیک نہیں لا سکتے۔ البتہ فاصلہ اور دوری دبعد کی طرف ضرور رہنمائی کریں گے۔ حالانکہ عالمگیر دہرم وہ ہو سکتا ہے جو بیگانوں کو اپنا بنالے۔ اور راہ چلتے مسافر کو حلقہ بگوش کرے۔ جس قدر انبیاء مرسل دنیا میں تشریف لائے۔ وہ سب بدرجہ غایت خلیق تھے اور ان کے اصول اس قدر اعلیٰ وعرفی تھے کہ راہ چلتا مسافر بھی غلام بے دام ہو جاتا تھا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک انسان سے جب ہم پہلے نفرت ہی کرنے لگ پڑیں گے تو وہ ہماری بات کو کہاں سنیگا۔ اور خود ہم کسی کو برا سمجھ کر اس سے بہتری کی کیا توقع رکھ سکتے ہیں پھر آگے چلکر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۲۲ ایڈیشن سوم میں یہ لکھا ہے۔

"جو ویدوں اور شاستروں کو نہ مانے اس کو ذات سے خارج کر دیں۔ کیونکہ وہ ناستک یعنی ملحد و دہریہ ہے"

اس جگہ ویدوں کو نہ ماننے والوں کو دہریہ اور ناستک کا خطاب دیا گیا ہے۔ ہم اسپر بھی چندان توجہ نہیں کرتے۔ کیونکہ اپنے سے برخلاف عقیدہ رکھنے والے انسان کو اگر کسی نے دہریہ کہدیا۔ تو کیا ہوا۔ کیونکہ کوئی کسی کے کہنے سے تو دہریہ نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ حقیقت میں دہریہ نہ ہو۔ جب ہم اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہیں ست سری اکال کا آوازہ کستے ہیں۔ الیشور کے کا دم بھرتے ہیں۔ اگر ان عقائد کے رکھنے کے باوجود بھی کوئی دہریہ یا ناستک کہا جاوے تو مضائقہ نہیں کیونکہ ہم ان لوگوں سے نہیں ہیں جو اس یا اس لفظ سے گھبرانے والوں ہوں۔

ہمیں فراخدلی اور وسعت حوصلگی سے کام لینا چاہیئے۔

مگر آئندہ جاکر ویدوں کے نہ ماننے والوں کی نسبت جو شری سوامی دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش کے تیسرے ایڈیشن صفحہ ۵۹ پر سلوک روا رکھا ہے وہ حقیقتاً ہم لوگوں کو چونکا دیتا ہے سوامی صاحب فرماتے ہیں:۔

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی بنائی ہوئی کتابوں کو نہیں مانتا۔ اس وید کے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے باہر نکال دینا چاہیئے"

اب پیارو! غور کرو۔ کہ جب ہم اپنے سے مخالف عقیدہ نہ رکھنے والوں کی نسبت یہ سلوک روا رکھیں گے۔ تو خدارا غور کرو۔ کہ لوگ ہم سے دور بھاگیں گے یا ہماری باتوں کو سنیں گے۔ حالانکہ عالمگیر مذہب میں یہ خوبی ہونی چاہیئے کہ لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ تاکہ اس سے دور کی راہ لیں۔ ہو سکتا ہے کہ اہل ملک یا پردیسیوں اور ہمسائیوں سے آریہ دہرم کے پیروؤں کو کسی خاص وجہ سے کوئی شکایت ہو۔ اس لئے ہمیں زیادہ بال کی کھال اتارنے سے حتی الوسع اغماض اور چشم پوشی سے کام لینا چاہیئے۔

مگر آؤ اب ہم دیکھیں۔ کہ آریہ دہرم ہندوستان سے علاوہ دیگر ممالک میں رہنے والے لوگوں کو اپنی چھاتی سے لگاتا ہے۔ یا اہل ہند کے اریہ لوگوں کی طرح اپنی ذات وملک سے باہر نکال دینے کا سلوک روا رکھتا ہے۔ بظاہر دل یہ چاہتا ہے کہ اگر اور نہیں تو کم از کم ہندوستان سے باہر رہنے والوں کے لئے تو ایک مذہبی شیدائی کا دل ضرور محبت اور پریم سے لبریز ہونا چاہیئے کیونکہ جب تک ہمارا دل محبت اور پریم سے بھرا ہوا نہیں ہوگا۔ ہم دوسرے کے قلب کو ہرگز تسخیر نہیں کر سکیں گے۔

آؤ ہم اس اچھے اور قابل قدر خیال کو لیکر ستیارتھ پرکاش کی اوراق گردانی کریں۔ تاکہ ہماری مراد بر آئے۔ چنانچہ جب ہم ستیارتھ پرکاش ہاتھ میں پکڑ کر دیکھتے ہیں۔ تو اس کے صفحہ ۲۹۰ پر یہ لکھا پاتے ہیں:۔

"وہ آریہ ورت سے باہر چاروں طرف جو ہماد کے مشرق اور جنوب مشرق جنوب مغرب۔ مغرب شمال اور شمال مشرق کے ملک میں جو لوگ رہتے ہیں۔ انہیں کا نام ملیچھ راکھشس اداسر معلوم ہوتا ہے آریہ ورت کے علاوہ مشرق شمال مشرق اور شمال مغرب اور جنوبی ملکوں میں رہنے والوں کا نام ملیچھ ہے اور جنوب مغربی ملک والے لوگوں کا نام راکھشس ہے"

گویا اس تقسیم کے رو سے جاپان اور چین تبت فارس۔ روم۔ انگلینڈ فرانس اور تمام متحدہ امریکہ وغیرہ ملکوں میں رہنے والے لوگوں کا نام راکھشس اور ملیچھ ہے۔ اور امریکہ کے وسط اور جنوبی حصہ لنکا اور اسٹریلیا اور سیام وغیرہ ملکوں میں رہنے والے لوگوں کا نام راکھشس ہے

اب یہ قابل غور سوال ہے کہ ہم کسی کو برا کہکر ہرگز اسے اپنا گرویدہ نہیں بنا سکتے اگر ہم پہلے ہی کسی کو یہ کہدیں کہ تم ایسے اور ویسے ہو۔ تو وہ ہماری باتوں کو کیسے خاطر میں لا سکتا ہے اور پھر خصوصاً ہندوستان سے باہر ان لوگوں کے کانوں تک ویدک دہرم کا گیان نہیں پہنچا۔ ان کی نسبت راکھشس ملیچھ اور اسر وغیرہ کے الفاظ کہنا انہیں اپنے قریب لانے کی بجائے دور پھینکنا ہے۔

KHALSA LIBRARY

گورو گوبند سنگھ اور مسلمان

نمبر ۶

اس کے بعد گورو صاحب مالوہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں ایک ہندو جاٹ سے سواری کے لئے گھوڑی مانگی مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا بعد ازاں جٹ پور پہنچکر ایک مسلمان کے ہاں آپ ٹھہرے اس نے بہت خاطر و مدارات کی اور سواری کے لئے ایک گھوڑی دی۔ جب گورو صاحب موضع ہیڑ میں پہونچے تو وہاں مہنت کرپا داس نے گورو صاحب کو ٹھہرانے سے انکار کر دیا اور بڑی درشتی سے پیش آیا۔ اب اس پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تکلیف میں گورو صاحب ایک ہندو سے گھوڑی مانگتے ہیں وہ قطعی انکار کر دیتا ہے آخر موضع جٹ پور میں ایک مسلمان گورو صاحب کے ساتھ نہایت حسن عقیدت سے پیش آتا ہے اور نہایت اخلاص اور شردھا سے گورو صاحب کی نذر اپنی گھوڑی کرتا ہے اس سے ہی اندازہ لگا لو کہ ایام سابق میں سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کیسے برادرانہ تھے خدا کرے کہ ہم لوگ بزرگان اسلاف کے نمونوں پر چلتے ہوئے ان کی نیک دعائیں اپنے حق میں لیں۔ اس سے آگے چلکر گورو صاحب کوٹ کپورہ پہنچے وہاں کا رئیس ہندو تھا۔ اور وہ اگرچہ بظاہر گورو صاحب کے ساتھ خاطر و مدارات سے پیش آیا مگر جب لڑائی کا موقع آیا۔ تو وہ گورو مہاراج کے برخلاف ہو کر لڑنے لگا اس مصیبت اور مشکل کے وقت میں پائندہ خان کی اولاد میں سے ایک شخص نے نہایت محبت کے ساتھ اپنا گھوڑا گورو مہاراج کی نذر کیا جسے لیکر گورو صاحب بہت خوش ہوئے اسی اثناء میں گورو صاحب نے از سر نو اپنی جماعت کو جمع کیا اور ایک خاصی جماعت گورو صاحب کے پاس جمع ہو گئی اور موضع دینا سے گورو صاحب نے بھائی دیا سنگھ کے ہاتھ معہ اشعار کی نظم حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجی جس میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں:۔

منم کشتہ ام کو ہیان بت پرست ۔ کہ آن بت پرستند من بت شکن
ہمین قدرت نیک یزدان پاک ۔ کہ از یک بہ لک رساند ہلاک
کہ پیمان شکن بیدرنگ آمدند ۔ بہ شمشیر و تیر و تفنگ آمدند
چو کار از ہمہ حیلتے ماند گذشت ۔ حلال است بردن بہ شمشیر دست
ہمہ آخر چہ مردی کند کارزار ۔ کہ بر چہل تن آمدش بیشمار
ترا ماند ایں یزدان شناس ۔ برآمد ز تو کار ہا پر ہراس
اگر صد قرآن را بخندی ستم ۔ مرا اعتباری نہ این نزد دم
حضورت نیایم نہ این رہ شوم ۔ اگر شاہ بخواند من آنجا درم
چرا شد کہ چوں بچگان گشت چاک ۔ کہ باقی نمانم چو پیچیدہ مار
خوشتن شاہ شاہان اورنگ تیب ۔ چہ چالاک دستور چابک رکیب
کہ روشن ضمیر است حسن جمال ۔ خداوند بخشندۂ ملک و مال
شہنشاہ اورنگ زیب عالمین ۔ کہ دارائے دوراست دلہا زمین
چو تشریف در قصبہ کانگر کند ۔ در آنجا ملاقات پیہم شود
نہ وزہ درین راہ خطرہ ترا ست ۔ ہمہ قوم ہیڑ ار حکم ترا ست
بیاین شتہ خود زبانی کنم ۔ بروئے شما مہربانی کنم
یکے اسپ شائستہ یک صد ہزار ۔ بیاتا بگیری زمن دین دیار
شہنشاہ ما بندۂ چاکریم ۔ اگر حکم آید بحاضر شویم
خرسند گو شاہ فرمان بمن ۔
حضورش بیائم ہمہ جان و تن۔

یہ نظم صاف اور کھلی ہے اس میں کوئی پیچ اور گرہ نہیں ہے گورو صاحب کہتے ہیں کہ میں کانگڑہ کے پہاڑی راجاؤں کے ساتھ جو مشرک تھے لڑ رہا تھا اور اس لئے کہ میں بت پرستی کی بجائے توحید پرستی اور لاانتہا خداؤں کی بجائے ایک واحد اور حقیقی معبود کا نام روشن کرنے کے لئے مشرکوں کیساتھ جنگ آزما تھا اور محض اس لئے کہ میں خداوند تعالیٰ کا نام روشن کرنے کے لئے شرک اور بدعت کا قلع قمع کرنے کے واسطے نبرد آزما تھا۔ اس لئے مجھ پر خدا کا اس قدر فضل تھا کہ ایک ایک توحید پرست دس دس لاکھ مشرکوں پر بھاری تھا کہ اچانک صوبیدار سرہند مشرکوں کی مدد اور اعانت کیلئے آملا۔ اور اس نے اپنے اس ناروا فعل سے اس عہد کو بری طرح توڑا جو خدا کی کتاب میں اس نے یہ پڑھا تھا کہ شرک کی بجائے توحید کی اشاعت کرو۔ اصولاً چاہیئے تھا کہ صوبیدار سرہند میری مدد کرتا۔ کیونکہ میں توحید کا نعرہ بلند کرنے کے لئے مشرکوں سے لڑ رہا تھا۔ مگر اس نے سب عہد و پیمان کو بہت بری طرح درہم برہم کیا اور مشرکوں سے ملکر شرک کی مدد اور توحید سے مخالفت کی۔ دریں حال اگر وہ سینکڑوں قسمیں بھی قرآنمجید کی کھاتا تو میں اسپر رتی بھر بھی اعتبار نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ آدمی جو صریح اور بدیہی طور سے قرآن مجید کی تعلیم کی مخالفت کر رہا ہو۔ قرآن کریم کے لئے اس کی حلف کیا وقعت رکھ سکتی ہے اس کے آگے چلکر وہ کونسی خوبیاں اور محاسن اور نیکیاں ہیں جو شری گورو مہاراج نے حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ میں تسلیم نہیں کیں۔ وہ لوگ جو حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق برے سے برے الزامات لگانا دوستوں کی نیکیاں سمجھتے ہیں خدا کے لئے انہیں شری گورو گوبند سنگھ صاحب جو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہتے دائے تھے جو بہادر نڈر اور شیر دل تھے جو لاکھوں کی جماعت کے واجب الاحترام مقتدا اور امام تھے۔ جو اظہار حق کے لئے اپنی جان تک کو خاطر میں نہ لاتے تھے جنہوں نے حقیقی معنوں میں جان تو آن پر قربان کرنے کا سبق اہل ہند کو دیا جن کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ جو دنیا میں سچائی کے قائم کرنے کے لئے آئے تھے جنہوں نے تلواروں کی چمک اور تیروں کی باڑ میں سچائی کا اظہار کیا دیکھو اور غور کرو کہ وہ حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں وہ کونسی خوبیاں اور محاسن ہیں جو وہ حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ میں تسلیم نہیں کرتے اور کس انشراح صدر کے ساتھ حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں رطب اللسان ہیں اور برضاؤ رغبت تمام حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا شہنشاہ تسلیم کرتے ہیں اور طلبی پر خوشی آنے کی آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ اور کفر گڈھ پر تسلط پانے کی ہدایت کرتے ہیں بعض نادان لوگ جو یہ کہا کرتے ہیں کہ شری گورو صاحب کا مشن ہی یہ تھا کہ وہ سلطنت مغلیہ کی بیخ کنی کریں انہیں شری گورو مہاراج کے ان اقوال کو غور و خوض سے پڑھنا چاہیئے کہ کوئی شخص کسی میں اس قسم کی خوبیاں اور محاسن تسلیم کرتے اور اسے برضاؤ رغبت تمام اپنا شہنشاہ تسلیم کرتا ہوا اس کے ساتھ عداوت اور دشمنی کا اظہار کر سکتا ہے نہیں نہیں ہرگز ہرگز نہیں خدا کے پیارے بندوں کا ظاہر باطن یکساں ہوتا ہے ان کی شان دنیا داروں کی سی روش سے کہ گنگا گئے تو گنگا رام جمنا گئے۔ تو جمنی داس سے دریا الوری ہوتی ہے وہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے والے ہوتے ہیں۔ اور منافقت اور دورنگی سے انہیں طبعاً گھن اور نفرت ہوتی ہے گورو صاحب پر مشکلات

اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹے بچے قتل ہوئے بیوی بچوں سے جدا رہے۔ غرضیکہ وہ کونسی سخت سے سخت مصیبت تھی جس کا مقابلہ گورو صاحب کو نہ کرنا پڑا ہو اگر وہ اپنے پروگرام میں تھوڑی سی بھی تبدیلی کر دیتے تو ہندوراجگان دل و جان سے گورو صاحب پر قربان تھے۔ مگر ارے صداقت کے عاشق گوبند تو نے وہ کونسی مصیبت اور دکھ تھا۔ جسے اپنے پر نہ لیا۔ آہ ایسا ابتلا ایسے مشکلات اور ایسے مصائب کہ ایک قوی سے قوی انسان کے چھکے بھی چھوٹ جائیں۔ مگر تو نے اصول کی پاسداری کے لئے ان مصائب اور ابتلاؤں کو نہایت خندہ پیشانی سے ذیل کم کہا اور اُف تک نہ کی۔ دنیا کو دکھلا دیا کہ "جان جائے پر آن نہ جائے" اس کو کہتے ہیں اصول کی پابندی اور حق کی پاسداری اس کا نام ہے۔ کیا ایسا نڈر بے خوف شیر دل لاکھوں کی جماعت کے مقتدا سے یہ ایک طرفۃ العین کے لئے بھی توقع ہو سکتی ہے کہ اس نے ظاہراً طور پر اورنگ زیب کی تعریف کی ہو اور دراصل اورنگ زیب کا جانی دشمن ہو۔ نہیں نہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ واجب الاحترام شری گوبند سنگھ کی ذات والا صفات پر ایک خطرناک دھبہ ہے یہ کہکر شری گورو صاحب کی سفید چادر پر جو ایسی دورنگی سے بالکل صاف ہے پر دھبہ لگانا ہے وہ شخص جسے کچھ بھی سچائی سے پیار ہو اور جو شری گورو صاحب کی تواریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو اس کے دل میں ایک طرفۃ العین کے لئے بھی ایسا خیال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد گورو صاحب کوٹ کپورہ سے ہوتے ہوئے ڈھلوان پہنچے۔ جس جگہ تقریباً تین صد افراد کا وفد آپ کے پاس پہنچا۔ کہ اگر چاہیں تو ہم شہنشاہ سے آپ کی صلح کرا دیتے ہیں۔ آپ نے ان کے اس فعل کو چھوٹا منہ بڑی بات سمجھ سخت ناپسند کیا۔ اس کے بعد گورو صاحب تلونڈی پہنچے اس جگہ زنانہ ساتھ جو انند پور سے جدا ہوا تھا آ ملا اور اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بھی وہیں جواب پہنچا۔ حضرت محی الدین اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اگر موقع ملا تو میں ضرور نیاز حاصل کروں گا۔ اگر آپ خود تکلیف فرما کر تشریف لائیں تو بہت بہتر ہوگا اور حاکمان پنجاب کے نام احکام بھی جاری کر دیئے کہ آئندہ آپ سے کوئی مقابلہ آرا نہ ہو۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔ اور جب گورو صاحب کو ہر طرح سے اطمینان ہوا تو آپ نے گرنتھ صاحب کی تکمیل کی اس سے فارغ ہو کر آپ بطرف دکن سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے کہ وہاں جا کر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ سے ملیں جب آپ بھگور میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے لڑکوں میں فساد ہوا تو بہادر شاہ نے گورو صاحب سے مدد مانگی گورو صاحب نے بغیر کسی دریغ کے بہادر شاہ کو مدد دی بہادر شاہ کامیاب ہو کر گورو صاحب کو دار السلطنت میں اپنے ساتھ لے گیا وہاں سے فارغ ہو کر بہادر شاہ نے دکن کی سیاحت کا قصد کیا اور گورو صاحب کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ بادشاہ نے دربار کیا اور بر سر دربار جبکہ راجے اور نواب سب جمع تھے بادشاہ نے گورو صاحب کی بہادری کی تعریف کی۔ اس کے بعد ایک دو دفعہ سکھوں اور مسلمانوں میں شکار کے متعلق خفیف سی ٹھیکا ٹھی بادشاہ مسلمانوں کو ہی ملزم گردانا اور ہر طرح سے سکھ صاحبان کی دلجوئی کو مقدم رکھا۔ اور جب بادشاہ احمد نگر روانہ ہوا تو گورو صاحب بہان پور ٹھہر گئے اور بہادر شاہ چند روز میں ہی احمد نگر کو جاتا ہوا گولکنڈہ میں گورو صاحب سے ملا۔ اور ایک نہایت ہی بیش قیمت ہیرا گورو صاحب کی نذر کیا۔ اور آپ کو علاقہ ناندیر (دکن) کا حاکم مقرر کیا جہاں گورو صاحب نہایت امن و سکھ سے اپنی زندگی کے دن گذارنے لگے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ گورو صاحب دریائے گوداوری کے کنارے پر بیٹھے خدا کی یاد میں مگن تھے کہ ایک پٹھان نے آپ کے پیٹ کے میں چھرا گھونپ دیا۔ مگر واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ شروع سے لیکر آخر تک مسلمانوں نے گورو صاحب کا ساتھ دیا گورو صاحب کی پالکی کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کو سعادت دارین سمجھا گورو صاحب کے حسن عقیدت کے جذبے کو اپنی گردن پر رکھنا اپنی خوش قسمتی خیال کیا۔ ہر ایک آڑے وقت میں مسلمان گورو صاحب کے کام آئے تو پھر یہ کیسے اور کس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ اس آخری وقت میں کسی مسلمان سے گورو صاحب کو گزند پہنچا ہو یہ امر وہم و گمان سے باہر ہے ہاں آخری ایام میں گورو صاحب کو گزند پہنچانے والا ضرور کوئی چندو لال یا دیوان سچا نند اور گنگو رام برہمن کا ہی ہم خصلت ہوگا ورنہ وہ پٹھان جنہوں نے گورو صاحب کی جان بچانے کے لئے پالکی کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور گورو صاحب کو دشمن کے گزند سے بچانے کے لئے اپنا پیر بنایا وہ پٹھان اس قدر محبت اور اخلاص کا مادہ ہو بھلا پھر کیسے اور کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں کبھی بھولے سے بھی گورو صاحب کی بدخواہی کا خیال پیدا ہو سکتا ہو۔ جب گورو صاحب کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے عقیدتمندوں کو جمع کیا اور گرنتھ صاحب کو نمسکار کر کے کہا کہ آئندہ کے لئے ہمارے بعد تمہارے گورو گرنتھ صاحب ہیں

اکال پرکھ کے حکم سے یہ گرنتھ چلایو پنتھ
سب سکھن کو حکم ہے گورو مانیو گرنتھ

زمانہ کا تاک سدی اینجی سمت ۱۷۶۵ بکرمی کو آپ پرلوک سدھارے ؛

KHILAFAT LIBRARY

قدامت وید کی تردید

(سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر گذشتہ)

اس منتر میں یہ الفاظ کہ جس طرح پہلے متقدمین گاتے چلے آئے ہیں۔ اب بھی گاؤ۔

سائنا چارج نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے

اے لوگو تم اندر اور اگنی کی گلیوں میں مہما کرو اور انہیں زبوروں سے دھن کی مانند آراستہ کرو اور انہیں منتر پڑھ پڑھ کر مراہو وید پڑھ پڑھ سراہو۔ وید پڑھ پڑھ ستائش اور پوجا کرنا پرمیشور کا فرمان ہے۔ یہ بیان نص صریح ہے۔ اس بات پر کہ وید اس وقت نازل ہوئے جبکہ اس سے پہلے بھی لوگ آگ ہوا وغیرہ کی تعریفیں برابر گاتے چلے آئے تھے ؛

وید کے قدیم نہ ہونے پر تیسری دلیل

اتھروید کانڈا نو اگ ۱ ورگ ۹۷ منتر ۳ میں یہ لکھا ہے کہ اے دشمنوں کے مارنوالے اصول جنگ کے ماہر بے خوف دھیر اس پرجاء وجلال عزیز اور جوانمرد تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے تم نے خواہش

KHUDA BAKHSH LIBRARY

کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے تم روئیں تن اور فولاد بازو رہو۔ اپنے زور شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو ؛

اب صاف ظاہر ہے کہ وید اس وقت کے اُترے ہوئے ہیں جبکہ دنیا میں تمدنی حالت قائم ہو چکی تھی اور آریوں کے دشمن بالمقابل کھڑے ہو چکے تھے اور وہ ہندوستان کے اصلی باشندے ہی تھے جن کے ساتھ آریہ لوگ لڑتے تھے اور ان پر فتح پانے کی دعائیں مانگتے تھے ؛

اور پھر خاصکر یہ الفاظ کہ تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کو پچھاڑا ہے۔ یہ نص صریح اس امر کے لئے کہ وید اس وقت اُترے جبکہ آریہ اپنے پہلے دشمنوں کے ساتھ لڑ جھگڑ کر ان پر فتح اور جیت حاصل کر چکے تھے ؛

ویدوں کے قدیم نہ ہونے پر چوتھی دلیل

رگوید منڈل اوّل سکت ۳۲ منتر ۱۴ میں لکھا ہے۔ اے فرمانبردار لوگو تمہارے اسلحہ آتشین از قسم توپ و تفنگ نیز تلوار وغیرہ شستر مخالفوں کو مغلوب کرنے اور ان کے روکنے کے لئے قابل تعریف اور مضبوط ثابت ہوں تمہاری فوج تعریف کے قابل ہو تاکہ تم لوگ ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہو۔

ایسا ہی یجر وید اودھیائے ۱۶ منتر ۵۰ میں یہ لکھا ہے کہ میں اُس محافظ کائنات صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور اور فاتح کل تمام کائنات کے راجہ قادر مطلق اور سب کو قوت عطا کرنے والے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست حاکم بسر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنے والا ہے میں جنگ میں فتح پانے کے لئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں ؛

ایسا ہی رگ وید اسٹک اوّل اودھیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲ میں ہے: اے انسانوں تمہارے آئندہ ہمیں آتشگیر اسلحہ اور تیر و کمان اور تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوئی ہے کرو اور دشمنوں کو شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط اور کار نمایاں کرنے والے ہو تم دشمن کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں روگردان اور پسپا کرو تمہاری فوج جواہر اور کارگذار اور نامی و گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا دشمن ناہنجار اور شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے ؛

اوپر کے حوالوں سے ہم مفصلہ ذیل نتائج اخذ کرتے ہیں:- (۱) یہ منتر اس وقت کے ہیں جب آریوں کو دشمنوں کے ساتھ مقابلہ پڑا پس یہ کہنا کہ وید اس وقت کے ہیں جب کوئی انسان نہ تھا سوائے ان چار رشیوں کے وید کے یہ منتر صریح اسکی مخالفت کرتے ہیں (۲) اگر یہ نہیں تو بقول آریوں کے ابتدائے عالم میں صرف چار رشی اگنی۔ وایو۔ انگرہ۔ آدتھ تھے انکی لڑائی کس سے پیش آئی تھی کیا کہیں یہ چاروں ویدک رشی تو باہمی نہیں لڑ پڑے تھے (۳) ان منتروں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ منتر اس وقت کے ہیں کہ جب آریہ لوگ وسط تبت سے ہندوستان میں آئے اور اصلی باشندوں سے لڑے اور انہیں دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے دعاؤں کی ضرورت پڑی یہ منتر اس وقت بنائے ہوئے ہیں (۴) اس منتر سے اگر یہ کہا جاوے کہ کل آریہ مراد ہیں تو یہ ایک عجیب ہنسانیوالی بات ہے کہ آریہ آریوں کے دشمن تھے۔ یہ منتر دشمنوں کے لئے ہیں ؛

ویدوں کے قدیم نہونے پر پانچویں دلیل

سوامی دیانند صاحب رگوید کے پہلے آسٹک کے پہلے اودھیائے کے ساتویں ورگ کے پانچویں منتر کے پچھلے حصہ کا یہ ترجمہ کرتے ہیں:- "جو ناستک درد دھوشت منش ہیں وہ سب ہم لوگوں کے نواس استھانوں سے دور چلے جاویں کنتو تشٹھے کرکے اور دیشوں سے بھی دور ہو جاویں ارتھات ادھرمی پرش کسی ملک میں بھی نہ رہنے پاویں"

معلوم ہوا کہ وید اس وقت کے ہیں جبکہ دشمن نور ادھرمی پرش پائے جاتے تھے ؛

چھٹی دلیل

پھر سوامی دیانند صاحب رگوید اسٹک اوّل اودھیائے چار ورگ کے منتر ۸ کا دکھیان اس طرح درج فرماتے ہیں:- اور جو ناستک ڈاکو بشواش گھاتی مورکھ وشٹے لمپٹ ہنسا آدمی اتم کرموں میں نگھن ڈالنے والے ہیں ستوار تھی ہیں وید و دیا ورودھی انارید منش ہیں۔ ان سب ڈشٹوں کو مول ست نشٹ کردو۔

مطلب جو لوگ بے وقوف اور ان پڑھ ہیں خود غرض ہیں گوشت خور ہیں اچھے کاموں کو بگاڑنے والے ہیں وید علوم کے مخالف ہیں اور ویدوں کی تردید کرنے والے ہیں وہ دہریہ ہیں۔ اے ایشور نہیں جڑوں سمیت غرق کردو۔

معلوم ہوا کہ ویدوں کا نزول اس وقت ہوا جبکہ بیوقوف ان پڑھ۔ خود غرض۔ گوشت خور۔ ویدوں کے مخالف موجود تھے لہذا ثابت ہوا کہ وید قدیمی نہیں ہیں ؛

ساتویں دلیل

رگوید کے ساتویں اشٹک کے تیسویں اودھیائے کے آٹھویں منتر کا ترجمہ سوامی دیانند صاحب یہ کرتے ہیں:-

"اے ایشور ہمارے پریہ بھوگوں کو مت چورا"

یعنی اے خدا ہمارے پیارے سامانوں کی چوری نہ کر۔ لہذا معلوم ہوا کہ وید اُس وقت کی تصنیف ہیں جبکہ آریہ لوگ اسقدر ترقی کر چکے تھے کہ وہ اپنے کھانے پینے کے لئے سونے اور چاندی کے برتن رکھتے تھے ؛

ریویوز

موڈرن پرشین گریمر

جس میں، اُردو سے فارسی میں ترجمہ کرنے اور فارسی ترکیب نحوی کے مفصل قاعدوں کے علاوہ یونیورسٹی کے موجودہ سٹائل پر کافی تعداد سوالات کی معہ جوابات کے درج ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کتاب مڈل اور انٹرنس کے طلبا کے لئے بہت مفید ہے معہ ٹائیٹل ۱۰۸ صفحہ کی قیمت رعایتی ۷ر جو ہر طرح سے واجبی ہے ملنے کا پتہ مولوی جھنڈے خاں صاحب ہیڈ پرشین ٹیچر بی بی این ہائی سکول مرت سر ؛

ابراہیم لنکن

یہ امریکہ کے سابق پریذیڈنٹ ابراہیم لنکن کی ہندی سوانح ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس طرح ایک مزدور اپنی ذاتی قابلیت اور اعلےٰ چال چلن کے باعث مزدور سے بادشاہ بنگیا اور کس طرح اس نے ملک سے غلاموں کی خرید و فروخت کی قبیح رسم کو دور کیا۔ اس مفید کتاب کے سطر سطر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم لنکن کو خدا بہ بڑا زبردست بھروسہ تھا۔ اس کا کوئی قول ختم نہیں ہوتا جس میں وہ انشاء اللہ کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔ اس کتاب کے مطالعے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ سوانح کسی پریذیڈنٹ یا بادشاہ کی ہے بلکہ یہ معلوم ہوگا کہ ایک تارک الدنیا درویش صفت انسان کی ہے کتاب نہایت دلچسپ ہندی دان ضرور فائدہ اُٹھائیں۔ قیمت درج نہیں غالباً آٹھ آنہ (۸ر) ہوگی۔ ملنے کا پتہ۔ لکشمی دھرم۔ دار اگنج۔ الہ آباد

تردید کتاب کلمہ فضل رحمانی

اس رسالہ میں لدھیانہ کے مشہور مقدمہ کی روئداد درج ہے جو قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کلمہ فضل رحمانی نے شیخ محمد شفیع صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لدھیانہ پر ازالہ حیثیت عرفی کا دائر کیا تھا اور جسمیں اسکی کتاب کلمہ فضل رحمانی کی حقیقت اسکی زبانی ظاہر ہوئی ہر ایک احمدی کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے قیمت ۳ر ملنے کا پتہ منشی غلام نبی ایڈیٹر الفضل قادیان

(زیر نگرانی شیخ محمد نصیب کے اہتمام سے قادیان میگزین پریس میں چھپکر شیخ محمد یوسف کے لئے شائع ہوا)